بیانِ متون میں امام نسائیؒ کا منہج واسلوب

محمد تنظیم*

محمد ارشد**

اسلام کی پوری بنیادی عمارت قرآن مجید اوراحادیث نبویہ ﷺ پر قائم ودائم ہے۔ حدیث کلام مجید کی تفسیر بھی ہے،اس کے اجمال کی تفصیل بھی،اس کے کلی احکام سے جزئیات کی تفریع بھی اور اسلام کے قرن اول کی تاریخ بھی اس کے بغیر اسلام کی تاریخ اوراس کی ابتدائی تاریخ کے بہت سے اوراق سادہ رہ جاتے ہیں،اسلام کے ارکان اربعہ نماز،روزہ،حج اور زکوۃ کے تفصیلی احکام بھی معلوم نہیں ہوسکتے اور نہ ان کو حدیث کی مدد کے بغیر ادا کیا جاسکتا ہے۔ان کے صرف کلی احکامات قرآن مجید میں ہیں،اس کی تفصیل حدیث وسنت سے معلوم ہوتی ہے،یہی حال اکثر اوامر ونواہی اور حلال وحرام کا ہے۔محدثین رحمۃ اللہ علیہم کا امت مسلمہ پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے ہمیں کتب ستہ کی صورت میں حدیث کا ایک قیمتی اثاثہ فراہم کیا۔جن میں امام نسائیؒ کی السنن منفرد مقام رکھتی ہے۔

آئمہ کتبِ ستہ میں امام ابوعبدالرحمن نسائی اہم حیثیت رکھتے ہیں۔حافظ ابو علی نیشاپوری(۱) کہتے ہیں: میں نے اپنے وطن اور بیرون وطن میں صرف ائمہ حدیث دیکھے ہیں۔نیشاپور میں، محمد بن اسحاق(۲) اورابراہیم بن ابی طالب (۳) مصر میں،امام نسائی اوراہواز میں عبدان (۴)ہیں۔(۵) ان کے علاوہ ابوالحسن بن المظفر(۶) کہتے ہیں: مصر میں ہمارے تمام مشائخ امام نسائی کے تقدم اوران کی امامت کا اعتراف کرتے تھے۔(۷)

نام ونسب اورپیدائش

احمد نام اور ابوعبدالرحمن کنیت ہے،سلسلہ نسب یہ ہے:احمد بن شعیب بن علی بن بحر بن دینارالنسائی الخراسانی۔(۸) مؤرخین کے مطابق امام نسائی ۲۱۴ھ یا ۲۱۵ھ میں پیدا ہوئے۔لیکن بعض نے سن پیدائش ۲۲۵ھ لکھا ہے۔(۹) آپؒ نے اگرچہ ہر جگہ کو وطن بنالیا تھا مگر پیدائش ''نَسَاء'' شہر میں ہوئی۔

* لیکچرار،شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ ڈگری کالج ڈسکہ،سیالکوٹ

** ایسوسی ایٹ پروفیسر،شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج فار ویمن یونیورسٹی،سیالکوٹ

اسی وجہ سے "نَسائی" مشہور ہیں۔(۱۰)

نساء اور خراسانی کی وجہ تسمیہ

امام نسائی نے بعد میں مصر میں مستقل سکونت اختیار کرلی تھی۔ لیکن ان کی پیدائش اور نشوونما خراسان کے مشہور شہر "نساء" میں ہوئی۔(۱۱) اسی کی نسبت سے وہ نسائی کہلائے، نسوی سے بھی اسی جانب نسبت کی جاتی ہے، مگر وہ زیادہ مشہور نہیں، نساء خراسان میں ہے اسی لیے امام نسائی کو خراسانی بھی کہا جاتا ہے۔(۱۲)

سنن کا نام اور سبب تالیف

امام نسائیؒ کی "السنن" کتبِ ستہ میں انتہائی اہم حیثیت رکھتی ہے۔ امام نسائیؒ نے اپنی کتاب میں عام طور پر صحیح الاسناد روایات بیان کی ہیں۔ حافظ جلال الدین سیوطیؒ (م۹۱۱ھ) "زھر الربیٰ" میں لکھتے ہیں کہ امام نسائیؒ نے فرمایا ہے: کتاب السنن کله صحیح وبعضه معلول(۱۳) "کتاب السنن کی اکثر احادیث صحیح ہیں۔ البتہ بعض احادیث معلول ہیں۔"

وجہ تسمیہ اور سبب تالیف

امام نسائیؒ نے ابتداء میں حدیث کی ایک مبسوط کتاب تالیف کی۔ جس کا نام "سنن کبریٰ" رکھا۔ سید جمال الدین لکھتے ہیں: "صنف فی الاول الامرکتابًایقال له السنن الکبیر للنسائی وهو کتاب جلیل ولم یکتب مثله فی جمع طرق الحدیث وبیان مخرجه وبعده اختصره وسماه بالمجتبیٰ"۔(۱۴)
"ابتداء میں مصنف نے سنن کبیر کے نام سے ایک بے مثال مجموعہ احادیث ترتیب دیا۔ یہ مجموعہ اس لحاظ سے جلالت قدر کا حامل تھا کہ اس میں حدیث کے مختلف طرق کو نہ صرف جمع کر دیا گیا تھا بلکہ اس کے مخرج کی نشاندہی بھی کر دی گئی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے اس کو اختصار کے قالب میں ڈھالا اور اس کا نام المجتبیٰ رکھا۔"

امام نسائیؒ نے تالیف کے بعد امیر رملہ(۱۵) کے سامنے اس کتاب کو پیش کیا۔ امیر رملہ نے پوچھا: کیا آپؒ کی اس کتاب میں تمام احادیث صحیح ہیں؟ تو فرمایا: نہیں۔ اس میں صحیح(۱۶) اور حسن(۱۷) دونوں طرح کی احادیث موجود ہیں۔ امیر رملہ نے عرض کیا کہ آپؒ اس کتاب میں میرے لیے ان احادیث کو منتخب فرمادیں۔ جو تمام تر صحیح ہوں۔ لہٰذا امیر رملہ کی اس خواہش پر آپؒ نے "السنن الکبریٰ" میں سے صحیح

احادیث کا انتخاب فرمایااوروہ احادیث جن کی اسانید میں کلام کیا گیا تھا اس مجموعہ سے خارج کردیں اوراس انتخاب کانام انہوں نے "المجتبیٰ" رکھا۔(۱۸)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ نام (المجتنٰی) ہے۔ جیسا کہ "مرقاۃ المفاتیح" میں درج ہے۔ بہرحال ان دونوں لفظوں میں معناً مقاربت ہے۔"مجتبٰی" کے معنی "منتخب" کے ہیں اور "مجتنٰی" اجتناء سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی "درخت سے پختہ میوے چننے" کے ہیں۔ اس کتاب کو "السنن الصغرٰی" بھی کہتے ہیں اور عرف عام میں یہ "سنن نسائی" کے نام سے مشہور ہے اور جب محدثین مطلقاً رواہ النسائی کہتے ہیں تو اس سے مراد ان کی یہی کتاب ہوتی ہے۔ اسی طرح جب مطلقاً کتب ستہ یا اصول ستہ کہیں تو ان کتب ستہ میں یہی کتاب معتبر ہوتی ہے۔(۱۹) اوراطلاقات محدثین میں "السنن الکبرٰی" کا اعتبار نہیں ہوتا۔

ایک اشکال اوراس کا جواب

تمام علماء اور محققین کے نزدیک یہ امر معروف اور محقق ہے کہ کتاب "السنن" امام نسائیؒ کی تالیف ہے۔ اس کے خلاف حافظ شمس الدینؒ ذہبی (م۷۴۸ھ) نے یہ کہا ہے کہ یہ کتاب امام نسائیؒ کے شاگرد ابن السنیؒ (م۳۶۴ھ) کی تصنیف ہے۔ کیونکہ انہوں نے ہی "السنن الکبرٰی" کا اختصار کیا۔ اوراس کا نام "المجتبٰی" رکھا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:"بل المجتبیٰ اختصار ابن السنی تلمیذ النسائی"۔(۲۰)

لیکن جمہور علماء اور محققین اس تحقیق میں ان کا ساتھ نہیں دیتے کیونکہ ابن اثیر جزریؒ (م۶۰۶ھ) نے "جامع الأصول" میں حاجی خلیفہؒ (م۱۰۶۷ھ) نے "کشف الظنون" میں، جلال الدین سیوطیؒ (م۹۱۱ھ)، ملاعلی قاریؒ (م۱۰۱۴ھ)، شیخ عبدالحقؒ (م۱۰۵۲ھ) اورشاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (م۱۲۲۹ھ) نے "بستان المحدثین" میں امیر رملہ کی فرمائش کا واقعہ بیان کرکے یہ ثابت کیا ہے کہ امام نسائیؒ نے خود اس کتاب کا "السنن الکبرٰی" سے اختصار کیا ہے۔ نیز ابن حجر عسقلانیؒ (م۸۵۲ھ) نے امام نسائیؒ کو "تہذیب التھذیب" میں صاحب کتاب "السنن" کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ اورابن السنیؒ (م۳۶۴ھ) کے ساتھ امام نسائیؒ کے نو شاگردوں کا ذکر کیا ہے جو امام نسائیؒ سے کتاب السنن کی روایت کرتے ہیں۔(۲۱) اورسب سے بڑھ کر یہ کہ کتاب السنن کے بارے میں امام نسائیؒ خود فرماتے ہیں:" کتاب السنن صحیح کله"(۲۲) " کتاب

السنن ساری کی ساری صحیح ہے" الغرض اس تفصیل کے بعد اس بات میں شک کرنے کی گنجائش نہیں رہتی کہ یہ کتاب خود امام نسائیؒ کی تالیف ہے۔

ا۔ تکرارِ احادیث میں امام نسائیؒ کا منہج

امام نسائیؒ نے اپنی اس تالیف میں جو اسلوب اپنایا ہے وہ کتب صحاح کے اسالیب کا جامع ہے۔ جیسے انہوں نے امام بخاریؒ (م۲۵۶ھ) کی طرح ایک حدیث کو متعدد جگہ ذکر کیا ہے اس سے ان کا مقصد اس حدیث سے متعدد مسائل کا استنباط ہوتا ہے۔ جن سے متعلق ابواب کے تحت وہ اس حدیث کو ذکر کرتے ہیں۔ امام مسلم (م۲۶۱ھ) کی طرز پر ایک متن حدیث جب اسالیب متعددہ سے مروی ہو تو امام مسلم ان تمام اسانید کو ان کی احادیث کے ساتھ ایک جگہ ذکر کرتے ہیں۔ وہ نا تو احادیث کو متعدد ابواب میں متفرق کرتے ہیں اور نہ ہی ایک حدیث کی مختلف ابواب میں تقطیع کرتے ہیں۔ حدیث کو اس کے اصل الفاظ کے ساتھ وارد کرتے ہیں نہ روایت بالمعنی کرتے ہیں اور نہ ہی حدیث کا اختصار کرتے ہیں۔ نیز باب کے تحت صرف احادیث لاتے ہیں۔ آثار صحابہ اور اقوال تابعین کے ساتھ احادیث کو مختلط نہیں کرتے۔ جبکہ امام نسائیؒ ان تمام باتوں سے ہٹ کر ایک علیحدہ اسلوب و منہج اختیار کرتے ہیں جس سے سنن نسائی کے منہج واسلوب میں نکھار پیدا ہوتا ہے۔

تکرارِ احادیث کا بیان

امام بخاریؒ (م۲۵۶ھ) کی طرح امام نسائیؒ (م۳۰۳ھ) بھی ایک حدیث کو متن (۲۳) کے ساتھ متعدد و مسائل کے اثبات کے لیے مختلف ابواب کے تحت ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً اسامہ بن عمیر رضی اللہ عنہ (۲۴) سے روایت ہے: "عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ لَایَقْبَلُ اللّٰهُ صَلٰوةً بِغَیْرِطُهُوْرٍ وَّلَاصَدَقَةٌ مِّنْ غُلُوْلٍ" (۲۶،۲۵) "رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اللہ وضو کے بغیر نماز قبول نہیں کرتا۔ چوری کے مال سے صدقہ قبول نہیں کرتا۔" اس حدیث کو امام نسائیؒ نے " کتاب الطھارۃ" میں بھی ذکر کیا ہے اور " کتاب الزکوٰۃ" میں بھی۔

مسلمان کے قاتل کی توبہ

امام نسائی رحمہ اللہ نے مسلمان کے قاتل کی توبہ سے متعلقہ روایت کتاب المحاربہ میں اس طرح روایت کی ہے مثلاً:"عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَنْ مَّنْ قَتَلَ مُؤْمِنًامُّتَعَمِّدًا ثُمَّ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَاَنّٰى لَهُ التَّوْبَةُ سَمِعْتُ نَبِيِّكُمْﷺ يَقُوْلُ يَجِيْءُ مُتَعَلِّقًا بِالْقَاتِلِ تَشْخُبُ اَوْدَاجُهُ دَمًا فَيَقُوْلُ اَىْ رَبِّ سَلْ هٰذَافِيْمَ قَتَلَنِىْ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ اَنْزَلَهَااللّٰهُ ثُمَّ مَانَسَخَهَا"۔(۲۷)"حضرت سالم بن ابوالجعد رضی اللہ عنہ (۲۸) راوی ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ جس شخص نے کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کیا پھر توبہ کی ایمان لایا اور نیک اعمال کیے اور ہدایت پر آیا تو کیا اس کی توبہ قبول ہوگی یا نہیں؟ ابن عباسؓ نے کہا مسلمانوں کو قتل کرنے والے کی توبہ کیسے قبول ہوگی؟ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن مقتول قاتل کو پکڑے ہوئے آئے گا اور اس کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا اور وہ بارگاہ رب العزت میں عرض کرے گا اے اللہ! اس سے پوچھ کہ اس نے مجھے کس گناہ کی پاداش میں قتل کیا؟ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو اتارا (ومن يقتل مؤمنامتعمدا) اور پھر اس کو منسوخ نہیں فرمایا"۔

اسی حدیث کو امام نسائیؒ نے اسی راوی اور اسی متن کے ساتھ " كتاب القسامة ،باب ماجاء فى كتاب القصاص من المجتبى مماليس فى السنن"(۲۹) کے تحت ذکر کیا ہے۔ قتل عمد کے حوالے سے مروی روایت کو بھی امام نسائی نے دو مقامات پر روایت کیا ہے

اہل کوفہ کا قتل عمد میں اختلاف

آپ روایت کرتے ہیں:"عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اِخْتَلَفَ اَهْلُ الْكُوْفَةِ فِىْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَدَخَلْتُ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ لَقَدْ اُنْزِلَتْ فِىْ اٰخِرِ مَااُنْزِلَ ثُمَّ مَانَسَخَهَاشَىْءٌ"۔(۳۰)"حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ (۳۱) نے کہا کہ اہل کوفہ نے اس آیت میں اختلاف کیا ہے اور جو کوئی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے، آیا یہ آیت منسوح ہے یا نہیں؟ تو میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور پوچھا تو آپؓ نے کہا کہ یہ آیت آخر میں نازل ہوئی ہے اور اس کے بعد اس کی ناسخ کوئی آیت نہیں۔" اسی حدیث کو امام نسائیؒ اسی راوی اور اسی متن کے ساتھ "كتاب القسامة ،باب ماجاء فى كتاب القصاص من المجتبى مماليس فى السنن" (۳۲) کے تحت لائے ہیں۔

مستحاضہ عورت کے لیے غسل کا حکم

بیان متون میں تکرارِ حدیث کی ایک اور مثال استحاضۃ والی عورت کے لیے غسل کرنے کے بیان پر مشتمل ہے آپ روایت کرتے ہیں:"عَنْ عَائشَۃَ اَنَّ امْرَأَۃُ مُسْتَحَاضَۃً عَلٰی عَہْدِرَسُوْلِ اللّٰہِﷺ فَقَالَ لَھَااِنَّہٗ عِرْقٌ عَانِدٌ وَاُمِرَتْ اَنْ تُؤَخِّرَالظُّھْرَ وَتَعَجَّلَ الْعَصْرَ وَتَغْتَسِلَ لَھُمَا غُسْلًا وَّاحِدًا وَتُؤَخِّرَالْمَغْرِبَ وَتُعَجِّلَ الْعِشَاءَ وَتَغْتَسِلَ لَھُمَا غُسْلًا وَّاحِدًاوَتَغْسِلَ لِصَلٰوۃِ الصُّبْحِ غُسْلًاوَّاحِدًا"۔(۳۳)"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا(۳۴)سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے دورِاقدس میں ایک مستحاضہ عورت کو کہا گیا کہ یہ ایک رگ ہے جو بند نہیں ہوتی اور آپ رضی اللہ عنہا کو ظہر کی نماز میں دیر اور عصر کی نماز جلدی پڑھنے کا حکم دیا گیا اور دونوں نمازوں میں ایک غسل کرنے کا۔اسی طرح مغرب میں تاخیر اور عشاء میں جلدی کرنے کا حکم دیا گیا۔ دونوں نمازوں کے لیے ایک ہی غسل کا پھر فجر کے لیے ایک ہی غسل کا حکم فرمایا۔"

اسی حدیث کو امام نسائیؒ نے کتاب"بدو الحیض والاستحاضۃ من المجتبی ،باب جمع المستحاضۃ بین الصلوتین وغسلھا اذاجمعت"(۳۵) کے تحت بھی ذکر کیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ متن(۳۶) احادیث میں امام نسائیؒ بھی امام بخاریؒ(۳۷) کی طرح ایک حدیث تکرار کے ساتھ اپنی سنن میں بیان کرتے ہیں اور ہر جگہ اس حدیث پر نیا باب قائم کر کے مسائل کا استنباط کرتے ہیں۔اس کی مثال وہ حدیث عائشہؓ ہے۔جس میں وہ بیان کرتی ہیں کہ ایک رات نبی کریم ﷺ میرے گھر میں سوئے ہوئے تھے رات کو اٹھے اور بقیع کی طرف چلے۔۔۔الخ۔امام نسائیؒ نے اسے "الامر بالاستغفار للمؤمنین" میں ذکر کیا ہے۔اور دوسری جگہ یہی روایت ذکر کرنے کے بعد اور مسائل کا استنباط کیا ہے یعنی یہی روایت کتاب النکاح کے "باب الغیرۃ" میں ذکر کی اور دونوں جگہ الگ الگ مسائل کا استخراج کیا ہے۔

۲۔ادراج،اضطراب،غرابت اور تفسیرِ متن میں امام نسائیؒ کا منہج

امام نسائی کے منہج واسلوب کی خوبی یہ ہے کہ وہ ادراج،اضطراب،غرابت اور تفسیر متن کی توضیح احسن انداز میں کرتے ہیں۔جس کا اندازہ مندرجہ ذیل امثلہ سے لگایا جاسکتا ہے۔

ادراجِ حدیث کی وضاحت (ادراج متن)

امام نسائیؒ نے "کتاب الجرح والتعدیل" میں ادراج حدیث (۳۸) کی دو وجوہات بیان کی ہیں۔ اول یہ کہ سند حدیث میں ایک راوی اپنے شیخ سے اس حدیث کی روایت میں منفرد ہوتا ہے۔ اگرچہ دوسرے طرق کے لحاظ سے وہ حدیث مشہور ہوتی ہے۔ مثلاً: "اخبرنا یعقوب ابن ابراہیم قال ثنا عبدالرحمن عن حماد ابن سلمة عن ابی العشراء عن ابیه قال قلت یارسول اللهﷺ اماتکون الزکوة الا فی الحلق واللبة قال لوطعنت فی فخذھالاجزاک"۔(۳۹)"یعنی میں نے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا: کیاحلق اوراس کی رگوں کوکاٹنے سے (جانور) ذبح ہوجاتاہے ؟تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو جانور کی ران میں کونچا مار دے تو بھی کافی ہے"۔

حماد بن سلمہؒ (۴۰) کے علاوہ کوئی شخص ابوالعشراء (۴۱) سے اس حدیث کی روایت نہیں کرتا۔ اس وجہ سے یہ غریب حدیث (۴۲) قرارپائی۔ دوسری یہ کہ ایک متن حدیث متعدد طرق سے مروی ہو مگر صرف ایک راوی متن حدیث میں دوسروں کی نسبت کچھ زیادتی بیان کرتا ہے تب بھی وہ غریب حدیث کہلاتی ہے بشرطیکہ وہ راوی ایسا ہو جس کے حافظہ پر اعتماد ہو ورنہ مدرج حدیث ہوگی۔ اس کی مثال یہ ہے:

"حدثنا مالک عن نافع عن ابن عمران رسول اللهﷺ فرض زکوة الفطر من رمضان علی الناس صاعا من تمراو صاعامن شعیر علی کل حر اوعبد ذکر او انثنی من المسلمین"۔(۴۳)"مالک، نافع سے اور نافع، ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں پر رمضان میں صدقہ فطر کھجور کا صاع یا پھر جو کا صاع فرض فرمایا، یہ ہر آزاد مسلمان مرد پر، غلام پر اور عورت پر لازم ہے۔" امام مالکؒ کے علاوہ دوسرے طرق سے جو حدیث مروی ہے اس میں "من المسلمین" کے الفاظ نہیں ہیں۔ یہ زیادتی صرف امام مالکؒ (۴۴) کی روایت میں ہے۔ اس لیے یہ حدیث غریب ہے۔

اضطرابِ حدیث کی وضاحت (اضطراب متن)

جب کسی حدیث کے متن میں "اضطراب"(۴۵) ہو تو امام نسائیؒ اس کی وضاحت کردیتے ہیں۔ مثلاً: "عن عائشةَ قَالَت مَا لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ لَعْنَةٍ تُذْكَرُ، كَانَ إِذَا كَانَ قَرِيبَ عَهْدٍ بِجِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُدَارِسُهُ، كَانَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَة"۔(۴۶)"ام

المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے کوئی ایسی لعنت نہیں فرمائی جو بیان کی جائے اور جب حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ دور کا وقت نزدیک آتا تو حضور ﷺ بادِ صرسے بھی زیادہ سخی ہوتے۔" امام نسائیؒ اس متن کے بعد لکھتے ہیں:"هذاخطأوالصواب حديث يونس بن يزيد وادخل هذاحديثا فی حديث" "یہ خطا ہے اور یہ یونس بن یزید (م ۱۵۲ھ)(۴۷) کی روایت درست ہے۔راوی نے اس حدیث میں ایک اور حدیث ملادی ہے۔

روایت کرتے ہیں:"عن ابی هريرة ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال:اذاقعد بين شعبهاالاربع ثم اجتهدفقد وجب الغسل"۔(۴۸)"حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:جب کوئی مرد عورت کے ہر چار کونوں میں بیٹھ کر جماع کرے تو غسل واجب ہو گیا۔امام نسائیؒ لکھتے ہیں:"قال ابوعبدالرحمن هذاخطاء والصواب اشعث عن الحسن عن ابی هريرة" اس حدیث کی سند میں اشعث بن عبد الملک (۴۹) ہیں۔حالانکہ یہ حدیث اشعث نے حسن سے روایت کی ہے۔

مشہور حدیث کے غریب ہونے کا بیان (غرابتِ متن)

بعض اوقات ایک حدیث فی نفسہ مشہور ہوتی ہے لیکن بعض الفاظ کے لحاظ سے اسے غریب قرار دیا جاتا ہے۔ اس کو غریب الحدیث (۵۰) بھی کہتے ہیں۔ایسی صورت میں امام نسائیؒ اس حدیث کی غرابت بیان کر دیتے ہیں۔مثلاً:"قال رسول اللهﷺاذاولغ الكلب فی اناء احدكم فليرقه ثم ليغسله سبع مرات"(۵۱)۔"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال کر چاٹ جائے تو جو کچھ اس برتن میں ہے اس کو بہا دیا جائے۔پھر اس برتن کو سات مرتبہ دھو دیا جائے"۔اس حدیث کی سند کو طوالت کے خوف سے یہاں ذکر نہیں کیا گیا اس میں ایک راوی علی بن مسہر (۵۲) ہیں جنہوں نے "فليرقه" کے الفاظ کی روایت کی ہے۔دوسرے راوی اس کی متابعت نہیں کرتے۔اس لیے امام نسائیؒ لکھتے ہیں: "لااعلم احدا تابع علی بن مسهر علی قوله فليرقه"(میرے علم میں نہیں ہے کہ کسی نے علی بن مسہر)

وتر نماز میں سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھنا

روایت کرتے ہیں مثلاً:"عن عمران بن حصين ان النبی ﷺاوتر بسبح اسم ربک الاعلی"۔(۵۳) "عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وتر نماز میں سبح

اسم ربک الاعلی پڑھی"۔امام نسائیؒ کہتے ہیں: "قال ابوعبدالرحمن لااعلم احد تابع شبابة علی هذاالحدیث خالفه یحیی بن سعید"یعنی میں کسی ایسے آدمی کو نہیں جانتا جس نے اس روایت کو یحییٰ بن سعید(۵۴) کے علاوہ کسی اور نے روایت کیا ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی کا بیان(تفسیر متن)

متن حدیث میں اگر کوئی مشکل لفظ ہو تو امام نسائیؒ آسان الفاظ میں اس کے معنی کو بیان کر دیتے ہیں۔مثلاً"عن انس ان اعرابیا بال فی المسجدفقال الیه بعض القوم فقال رسول اللهﷺدعوه ولاتزرموه فلما فرغ دعابدلو فصبه علیه"(۵۵) "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کر دیالوگ اس کی طرف اسے مارنے کے لیے جھپٹے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:اسے چھوڑدو اوراس کو پیشاب کرنے سے نہ روکو،جب وہ پیشاب سے فارغ ہوا تو آپ ﷺ نے پانی کا ایک ڈول لانے کا حکم دیااور اس پانی کو اس جگہ بہادیا" یہاں "لاتزرموه" یہ ایک مشکل لفظ ہے جس کے معنی امام نسائیؒ نے یوں بیان کیے ہیں:"قال ابو عبد الرحمن یعنی لاتقطعوا علیه"یعنی اس کو پیشاب کرنے سے نہ روکو۔

استنجاء کرنے کے لیے پانی کے علاوہ کس چیز کا استعمال کیا جائے؟

مشکل لفظ کی وضاحت کی ایک مثال درج ذیل روایت ہے جس میں استنجاء کا بیان ہے امام نسائی بیان کرتے ہیں"عن عبدالله یقول اتی النبیﷺالغائط وامرنی ان اتیه بثلاثة احجار فوجدت حجرین والتمست الثالث فلم اجده فاخذت روثة فاتیت بهن النبیﷺ فاخذالحجرین والقی الروثة وقال هذارکس"(۵۶)۔"حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیت الخلاء میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے اور مجھے حکم فرمایا کہ میں آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں تین پتھر پیش کروں۔تلاش کرنے پر مجھے دو پتھر ملے مگر میں تیسرا تلاش نہ کر سکا تو تین پورے کرنے کے لیے گوبر کا ایک ٹکڑا ان کے ساتھ لے آیا۔سرکار دوعالم ﷺ نے دو پتھر تو لے لیے اور گوبر کا ٹکڑا یہ فرما کر پھینک دیا کہ یہ نجس ہے۔"

اس حدیث کے متن میں "رکس" ایک مشکل لفظ ہے جس کے متعلق امام نسائیؒ لکھتے ہیں:"قال ابوعبدالرحمن الركس طعام الجن"یعنی رکس سے مراد جنوں کا کھانا ہے۔

لعان کا مسئلہ

مسئلہ لعان میں مشکل الفاظ کی وضاحت اس طرح بیان کی گئی ہے کہ روایت کرتے ہیں:"عن انس بن مالك قال اول لعان كان فى الاسلام ان هلال ابن امية قد قذف شريک ابن السحماء بامرته فاتى النبیﷺفاخبره بذالک فقال له النبیﷺاربعة شهداء والافحد فى ظهرک يردذالک عليه مرارا فقال له هلال والله يارسول الله ان الله عزوجل ليعلم انى صادق،ولينزلن الله عزوجل عليک مايبرئ ظهری من الجلد فبينماكذالک اذنزلت عليه اية اللعان والذين يرمون ازواجهم الى اخر الاية فدعاهلالا فشهد اربع شهادات بالله انه لمن الصادقين والخامسة ان لعنة الله عليه ان كان من الكاذبين ثم دعيت المرأة فشهدت اربع شهادات بالله انه لمن الكاذبين فلما ان كان فى الرابعة والخامسة قال رسول اللهﷺوقفوها فانها موجبة فتلكاء ت حتى ماشككتها انها ستعترف ثم قالت لا افصح قومى سائر اليوم فمضت على اليمين فقال رسول اللهﷺانظروها فان جاء ت به ابيض سبطا قضى العينين"(۵۷)۔

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسلام میں لعان کی سب سے پہلی مثال ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ (۵۸) کی طرف سے ہوئی کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ پر شریک بن سحماءؓ(۵۹) کے ساتھ زنا کرنے کی تہمت لگائی اور حضور ﷺ کو اس بات کی اطلاع کی۔ آپ ﷺ نے اس سے ارشاد فرمایا: چار گواہ لاؤ ورنہ تم پر حد ہوگی اور تمہاری پیٹھ پر پڑے گی۔ آپ ﷺ نے یہ بات کافی مرتبہ ارشاد فرمائی۔ ہلال رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ: اللہ گواہ ہے کہ میں سچا ہوں اوراللہ رب العزت آپ ﷺ پر حکم نازل فرمائے گا۔ جس کی وجہ سے میری پیٹھ قمچیوں سے بچائی جائے گی۔ پھر یہ بات اسی طرح رہی اور لعان کی یہ آیت نازل ہوئی۔" اور وہ لوگ جو اپنی عورتوں پر عیب لگائیں اوران کے پاس اپنے بیان کے سوا گواہ نہ ہوں تو ایسے شخص کی گواہی یہ ہے کہ چار بار گواہی دے کہ اللہ کے نام سے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر وہ جھوٹا ہے اور عورت اللہ کا نام لے کر چار بار گواہی دے کہ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں بار یہ کہ عورت پر غضب ہو اللہ کا اگر مرد سچا ہو"۔ بعد میں حضور ﷺ نے ہلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اوراس نے چار گواہیاں اللہ کے نام کی دیں یہ کہ ہلال رضی اللہ عنہ

اس بات میں سچے ہیں۔ اور پانچویں بار یہ کہا کہ اس پر اللہ کی پھٹکار ہو اگر وہ جھوٹا ہے۔ بعد میں عورت کو بلایا گیا اوراس نے بھی اللہ کے نام کے ساتھ چار گواہیاں دیں۔ راوی کہتے ہیں کہ جب گواہی چوتھی یا پانچویں بار ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا: اس عورت کو ٹھہراؤ کیونکہ یہ گواہی اس عورت کے حق میں وجہ خرابی اور بربادی ہوگی۔ راوی کا بیان ہے کہ اس عورت نے توقف کیا ہمیں شک ہوا کہ یہ سب کچھ وہ اقرار کرلے گی اور آخر کار اس نے یہ کہا کہ میں اپنی قوم کو ہمیشہ کے لیے فضیحت نہیں کرتی اور یہ کہہ کر قسم پوری کرلی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اس عورت کو دیکھتے رہو اگر اس کا بچہ سفید رنگ والا، چھٹے ہوئے بالوں والا اور بگڑی ہوئی آنکھ والا پیدا ہو تو وہ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کا بچہ ہے۔" اس کے بعد امام نسائیؒ لکھتے ہیں: "قال الشیخ والقضی ء العین طویل شعر العین لیس بمفتوح العین ولاجاحظھاوالله سبحانه وتعالٰی اعلم" اس حدیث کے متن میں "قضیء" ایک مشکل لفظ ہے جس کی وضاحت امام نسائیؒ نے خود بیان کی ہے یعنی "قضیء" کا مطلب ہے کہ اس کی آنکھوں کے بال لمبے ہوں، آنکھیں کھلی اور بڑی نہ ہوں۔"

شکال (گھوڑے) کی توضیح

مشکل لفظ کی وضاحت کرتے ہوئے امام نسائی ایک اور مقام پر لکھتے ہیں "عن ابی ھریرة عن النبیﷺ انه کره الشکال من الخیل"۔ (۶۰) "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ شکال گھوڑے کو ناپسند فرماتے۔"

امام نسائی لکھتے ہیں: "الشکال من الخیل ان یکون ثلاث قوائم محجلة واحدة مطلقة او یکون الثلاثة مطلقة ورجل محجلة ولیس یکون الشکال الافی رجل ولا یکون فی الید" یعنی اس حدیث کے متن میں "الشکال" ایک مشکل لفظ ہے جس کے بارے میں امام نسائی لکھتے ہیں: "الشکال اس گھوڑے کو کہتے ہیں جس کے تین پاؤں سفید ہوں اور چوتھا پاؤں کسی دوسرے رنگ کا ہو یا تین پاؤں اور رنگ کے ہوں اور ایک پاؤں سفید ہو اور الشکال ہمیشہ پاؤں میں ہوتا ہے ہاتھ میں نہیں ہوتا"۔

فتیة کی توضیح

روایت کرتے ہیں مثلاً: "عن علقمة قال کنت مع ابن مسعود وھو عند عثمان رضی الله عنه فقال عثمان خرج رسول اللهﷺ علی یعنی فتیة"۔ (۶۱) حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ روایت

کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن مسعودؓ (۶۲) کے ساتھ تھا۔وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: حضور ﷺ نوجوانوں کے پاس تشریف لائے۔"امام نسائیؒ لکھتے ہیں:"قال ابوعبدالرحمن فلم افھم فتیۃ"میں "فتیۃ" کالفظ حسب منشا سمجھ نہیں سکا۔یعنی یہ ایک مشکل لفظ ہے۔جس کے بارے میں امام نسائیؒ لکھتے ہیں:"فقال من كان ذاطول فليتزوج فانه اعض للبصر واحصن للفرج ومن لا فالصوم له وجاء "اور فرمایا:تم میں سے جو کوئی اپنی بیوی کو کھلانے پلانے کی استطاعت رکھتاہو تو اسے چاہیے کہ وہ نکاح کرے کیونکہ نکاح کرنے سے نگاہ نیچی رہتی ہے اور شرمگاہ کی حفاظت ہوتی ہے اور جس شخص کو اس قدر استطاعت نہ ہو تو وہ روزہ رکھے۔روزہ اس کو خصی بنادے گا۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام نسائیؒ کے اسلوب کی خوبی یہ بھی ہے کہ جب کسی حدیث کے متن میں ادراج(۶۳) ہو تو اس کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ سند حدیث میں ایک راوی اپنے شیخ سے اس حدیث کی روایت میں منفرد ہوتا ہے اگرچہ دوسرے طرق کے لحاظ سے وہ حدیث مشہور ہوتی ہے۔اگر کسی حدیث کے متن میں اضطراب(۶۴) ہو تو اس کی وضاحت بھی کرتے ہیں اور بعض اوقات ایک حدیث فی نفسہٖ مشہور(۶۵)ہوتی ہے لیکن بعض الفاظ کے لحاظ سے اسے غریب(۶۶) قرار دیا جاتا ہے۔تو ایسی صورت میں اس حدیث(۶۷) کی غرابت بیان کر دی جاتی ہے۔اسی طرح متن(۶۸)حدیث میں اگر کوئی مشکل لفظ ہو تو آپ آسان الفاظ میں اس کے معنی بیان کر دیتے ہیں تاکہ حدیث کو سمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے۔

امام نسائیؒ کے منہج واسلوب میں یہ بات نمایاں نظر آرہی ہے کہ مسلمان کے قاتل کی توبہ،اہل کوفہ کا قتل عمد میں اختلاف، مستحاضہ عورت کے لیے غسل کا حکم،وتر نماز میں سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھنا،لعان کامسئلہ،الشکال کی توضیح(گھوڑے کے تین پاؤں ایک رنگ کے ہوں اور چوتھا پاؤں کسی اور رنگ کا ہو)اور فتیۃ کی توضیح جیسے اہم فقہی مسائل کا ادراک کرتے ہوئے امت مسلمہ کے لیے احسان کی صورت میں علمی بیڑا اٹھایا۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ ان کا اصل نام محمد بن حسن بن علی(م۳۵۵ھ) ہے۔ مفسر اور واعظ تھے۔ ان کی تصانیف "روضۃ الواعظین" اور "التنویر فی معنی التفسیر" ہیں۔ ابن خزیمہؒ کی طرح کتب لکھیں۔(معجم المؤلفین(۹/۲۰۰)، تذکرۃ الحفاظ(۳/ص۶۸)، طبقات الحفاظ(۳۶۳)، شذرات الذھب(۳/۱۷)۔

۲۔ محمد بن اسحاق(م۱۵۱) مدنی ہیں۔ قیس ابن مخرمہ کے آزاد کردہ ہیں، تابعی ہیں۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سعید ابن مسیبؒ سے روایات لیں۔ سیر، غزوات، قصص انبیاء علیہم السلام، علم حدیث، قرآن اور فقہ کے عالم تھے۔ بغداد میں رہے اور وہاں پر خدمت حدیث کی۔ وہاں ہی کے مقبرہ خیزان کی جانب شرقی میں دفن ہوئے۔(الاکمال فی اسماء الرجال، ص۶۳۳، تذکرۃ الحفاظ(ج۱/۱۳۰)، سیر الأعلام النبلاء(۷/۳۳)، تھذیب الکمال(۳/۱۱۶۷)، میزان الاعتدال (۳/۲۴)، لسان المیزان(۵/۳۷)، الوافی بالوفیات(۲/۱۸۸)، الکاشف(۳/۱۹)۔

۳۔ ابراہیم بن ابی طالب(م۲۹۵ھ) اصل نام ابراہیم بن محمد بن نوح نیشاپوری ہے۔ ابن ابی طالب کے نام سے شہرت پائی۔ مشہور محدث ہیں۔ ان کی مشہور کتاب "العلل فی الحدیث" ہے(معجم المؤلفین (۱/۱۰۹)، تذکرۃ الحفاظ(۲/۱۵۶)، المنتظم(۶/۸۷)، عبر المؤلف(۲/۱۰۰)، الوافی بالوفیات(۶/۱۲۸)، طبقات الحفاظ(۲۷۹)

۴۔ عبد اللہ بن عثمان بن جبلۃ(م۲۲۱ھ) ہے۔ آپؒ کا لقب عبدان ہے۔ ثقہ حافظ ہیں۔ دسویں طبقہ سے تعلق ہے۔ ماہ شعبان میں وفات پائی (تھذیب الکمال(۲/۸۸۲)، تھذیب التھذیب(۵/۳۱۳)، تقریب التھذیب(۱/۴۳۲)، تذکرۃ الحفاظ (۱/۲۹۴)، الجرح والتعدیل(۵/۵۱۸)، الوافی بالوفیات(۱۷/۳۱۵)، نسیم الریاض(۳/۵۶)، سیر الأعلام النبلاء (۱۰/۲۷۰)، الکاشف(۲/۱۰۸)۔

۵۔ علی بن حجر عسقلانی(م۸۵۲ھ)، **تھذیب التھذیب**، دائرۃ المعارف النظامیۃ، حیدر آباد دکن، ۱۳۳۵ھ(۱۱/۶۸)۔

۶۔ ابو الحسن بن مظفر(م۴۴۲ھ) ابو علی کنیت ہے۔ مشہور ادیب، شاعر اور نثر نگار تھے۔ ان کی مشہور تصانیف "دیوان الادب للفارابی، دیوان شعر اور دیوان رسائل" ہیں۔(عمر رضا کحالہ، معجم المؤلفین(۳/۲۹۶)، مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۳۶ھ۔۲۰۱۵م۔

۷۔ ابو الفضل الحافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی(م۸۵۲ھ)، **تھذیب التھذیب**(۱/۶۸)۔

۸۔ الامام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی(م۷۴۸ھ)، **تذکرۃ الحفاظ**۱۹۷(۲/۱۹۴)، دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، الطبعۃ الثالثۃ؛ ابن حجر عسقلانی(م۸۵۲ھ)، تہذیب التہذیب۶۶(۱/۳۹-۴۱)، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان۔

۹۔حافظ جلال الدین عبدالرحمن السیوطی(م۹۱۱ھ)، **حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر والقاھرۃ**،(۱/۱۴۷)؛الامام شہاب الدین ابی الفلاح عبدالحیٔ بن احمد بن محمد ابن العماد الحنبلی(م۱۰۸۹ھ)،شذرات الذہب فی اخبار من ذھب(۴۲۲/۳)،دارالکتب العلمیۃ بیروت،الطبعۃ الثانیہ،۱۴۳۳ھ۔۲۰۱۲ء۔

۱۰۔الشیخ شہاب الدین ابوعبداللہ یاقوت بن عبداللہ حموی رومی بغدادی(م۶۲۶ھ)، **معجم البلدان**(۳۸/۸)، داراحیاء التراث العربی،بیروت،۱۴۰۸ھ۔

۱۱۔الامام ابوسعید عبدالکریم بن محمد ابن منصور التمیمی للسمعانی(م۵۶۲ھ)،**کتاب الانساب**(۴۸۳/۵)،دارالفکر بیروت، الطبعۃ الاولیٰ،۱۹۸۸ء۔

۱۲۔القاضی شمس الدین ابوالعباس احمد بن محمد المعروف بابن خلکان(م۶۸۱ھ)،**وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان**(۹۹/۱)، دارالکتب العلمیۃ، بیروت،الطبعۃ الثانیۃ،۱۴۳۳ھ؛الذھبی(م۷۴۸ھ)،تذکرۃ الحفاظ۷۱۹(۱۹۵/۲-۱۹۴)،دارالکتب العلمیۃ،بیروت،الطبعۃ الثانیۃ،۲۰۰۷م۔

۱۳۔حافظ جلال الدین سیوطی(م۹۱۱ھ)،**مقدمۃ زھر الربیٰ علی المجتبیٰ**،طبع مصر،ص۳۰۔

۱۴۔محدث ملاعلی بن سلطان محمد القاری(م۱۰۱۴ھ)،**مرقاۃ المفاتیح**،مطبوعۃ مکتبۃ امدادیۃ،ملتان،۱۳۹۰ھ،ج۱،ص۲۵۔

۱۵۔رملہ،فلسطین بیت المقدس سے اٹھارہ میل پرواقع ہے۔حضرت داؤد وسلیمان علیہاالسلام کادارالسلطنت تھااوراب غیر آباد ہے۔(یاقوت حموی(م۶۲۶ھ)، معجم البلدان، (۴۲۱/۳)۔رملہ ایک عظیم قصبہ تھا۔۱۰۳۳ء میں زلزلہ سے شہر کا ایک تہائی حصہ تباہ ہو گیا تھا۔بعدازاں ۱۱۸۷ء میں سلطان صلاح الدین ایوبی نے اس قصبہ کو منہدم کرادیا تھا۔اب جدید رملہ کی آب وہوا صحت بخش اور اس کے آس پاس کاعلاقہ سرسبز ہے۔(سید قاسم محمود،اسلامی انسائیکلوپیڈیا، (۹۸۷/۲)۔

۱۶۔لغت میں ’’صحیح‘‘تندرست یعنی بیمار کی ضد کو کہتے ہیں۔اصطلاح میں ،جس حدیث کی سند متصل ہو۔اوراس کے راوی عادل اور تام الضبط ہوں اوروہ حدیث غیر شاذ اور غیر معلل ہو(علامہ یحیٰ بن شرف النووی(م۶۷۹ھ)،**التقریب**، مکتبۃ علمیۃ المدینۃ المنورۃ،۱۳۹۲ھ،ص۲)۔

۱۷۔لغت میں یہ ’’حَسَنٌ‘‘ سے صفت مشبہ ہے۔جس کے معنی ’’جمال اور خوبصورتی‘‘ کے ہیں۔اصطلاح میں ،وہ حدیث ہے جس کا کوئی راوی خفیف الضبط ہو۔یعنی اس کی یاداشت ناقص ہو اور صحیح لذاتہ کی باقی سب شرطیں اس میں موجود ہوں۔یعنی اتصال سند ،عدالت رواۃ،روایت کاشاذ نہ ہونااوراسناد کا علت خفیہ سے پاک ہونا(السید محمد جمال الدین القاسمی، **قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث**،(م۱۳۳۲ھ)،ص۱۰۲)۔

۱۸۔شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی(م۱۲۳۹ھ)،**بستان المحدثین**،مترجم عبدالسمیع دیوبندی،ص۲۹۷۔

۱۹۔ سیوطی ،حافظ جلال الدین (م۹۱۱ھ)، **تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی**، مطبوعۃ القاہرۃ،۱۳۸۹ھ، ۱۹۸۹م، ص۴۹۔

۲۰۔ محمد بن اسماعیل امیر الصنعانی (م۱۱۸۲ھ)، **توضیح الأفکار لمعانی تنقیح الأنظار**، دارالفکر القاھرۃ،۱۳۶۶ھ (۱/۲۲۱)۔

۲۱۔ابن حجر عسقلانی (م۸۵۲ھ)، تہذیب التہذیب (۱/۳۷)۔

۲۲۔الامام الحافظ جلال الدین عبدالرحمن السیوطی (م۹۱۱ھ)، **مقدمہ زہر الربیٰ علی المجتبیٰ**، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور، ص۳۵۔

۲۳۔لغت میں کسی چیز کے ''ابھرے ہوئے حصے'' کو متن کہتے ہیں۔اصطلاح میں، اس کلام کو متن کہتے ہیں جس تک سند کے ذریعے رسائی حاصل ہو۔(ابن منظور، **لسان العرب**، (۱۳/۱۸)؛ابن حجر عسقلانی (م۸۵۲ھ)، شرح نخبۃ الفکر، ص۱۰۶)

متن، متانۃ سے ہے۔جس کے معنی ''سختی'' کے ہیں۔ابن اثیر جزری (م۶۰۶ھ) کہتے ہیں:''فی اسماء اللہ تعالی المتین، ھو القوی الشدید'' النہایۃ فی غریب الحدیث (۴/۲۹۳)۔(متین اللہ کے ناموں سے ہے وہ بہت زیادہ قوی ہے) لغت میں کسی چیز کے اُبھرے ہوئے حصے کو متن کہتے ہیں۔ محمد جمال الدین قاسمی کہتے ہیں:''واخذه امامن المتانة ،وھی المباعدة فی الغاية،لانه غاية السند، اومن متنت الكبش اذا شققت جلد بيضته واستخرجتهافكان المسنداستخرج المتن بسنده، اومن المتن: وهو ماصليب وارتفع من الارض،لان المسند يقويه بالسناء ويرفعه الى قائله ، اومن تمتين القوس اى شدهابالعصب ،لان المسند يقوى الحديث بسنده'' القاسمی، محمد جمال الدین القاسمی،قواعد التحديث من فنون مصطلح الحديث، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۹۷۹ء، ص۲۰۳؛الیواقیت والدرر (۲/۴۸۴) (حواشی) ''متن متانۃ سے لیا گیا ہے۔وہ انتہائی دوری ہے۔کیونکہ وہ سند کے آخر میں ہوتا ہے یا وہ متنۃ الکبش یعنی میں نے مینڈھے کے بیضہ (حصہ) کو چھلکے کو پھاڑا۔جب آپ نے اس کے بیضہ کی کھال کو پھاڑا اور اس نے بیضہ نکال لیا گویا کہ مسند نے متن کو سند کے ساتھ نکال دیا یا یہ لفظ متن سے ہے، وہ چیز کو سخت اور زمین سے بلند ہے کیونکہ مسند سند سے حدیث کو مضبوط کرتا ہے۔اور اس کے قائل کی طرف لے جاتا ہے یا یہ تمتین القوس سے ہے یعنی اس نے عصب (پٹھ) سے کمان کو مضبوط کیا کیونکہ مسند حدیث کو سند سے قوی کرتا ہے۔'' اصطلاح میں اس کلام کو متن کہتے ہیں جن تک سند کے ذریعے رسائی حاصل ہو یا حدیث میں جس مقام پر سند کا اختتام ہو اس سے اگلے حصے کو متن کہتے ہیں۔حافظ ابن حجر عسقلانی (م۸۵۲ھ) نے متن کی تعریف یوں کی ہے:''ھو غایۃ ماینتھی الیہ الاسناد من الکلام'' (الیواقیت والدرر (۲/۴۸۳)''کلام میں جس مقام پر سند ختم ہوتی ہے گویا اس سے آگے کے حصے کو متن کہتے ہیں۔''ابن جماعہ نے متن کی تعریف یوں کی ہے:''ھو ماینتھی الیہ غایۃ السند من الکلام'' الیواقیت والدرر (۲/۴۸۴)، ''کلام میں جہاں سند ختم ہوتی ہے وہاں متن ہے۔'' طیبی کہتے ہیں:''اماالمتن :فهو الفاظ الحديث تتقوم بهاالمعانی'' قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث، ص۲۰۲۔ متن حدیث کے وہ الفاظ ہیں جن پر معانی کا قیام ہوتا ہے۔

۲۴۔ اسامہ بن عمیر بن عامر بن الاقیشر الہُذلی البصری رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ ان کی پیدائش میں اختلاف ہے والد کا نام اَبی الملیح ہے۔ (**تہذیب الکمال**۳۱۹(۲/۳۵۲)، تہذیب التہذیب ۳۹۴(۱/۲۰۰)، تقریب التہذیب ۳۱۹(۱/۷۶)، الجرح والتعدیل(۲/۳۸۳)، الثقات (۳/۲)، المدخل الی السنن(۶۵۷)۔

۲۵۔ **سنن نسائی**، کتاب الطھارۃ، باب فرض الوضوء(۱/۳۳)۔

۲۶۔ م۔ن، کتاب الزکوۃ، باب الصدقۃ من غلول(۱/۳۴۹)۔

۲۷۔ م۔ن، کتاب المحاربۃ، باب تعظیم الدم(۲/۱۶۳)۔

۲۸۔ سالم بن ابی الجعد الغطفانی رافع الاشجعی، مولاہم الکوفی (م۹۷ھ) مشہور تابعین میں سے ہیں۔ ثقہ ہیں، ان سے جابرؓ اور عمرؓ اور انسؓ نے روایات لی ہیں۔ مرسل روایات کثرت سے کرتے ہیں، تیسرے طبقے سے تعلق ہے۔ قال النسائی: ثقۃ (الاکمال فی اسماء الرجال(۵۹۹)، تہذیب الکمال(۱۰/۱۳۰)، خلاصۃ تہذیب الکمال(۱/۳۵۹)، تقریب التہذیب ۲۱۷۶ (۱/۳۳۴)، تہذیب التہذیب ۲۵۵۹(۲/۵۶۶)، تاریخ البخاری الکبیر(۴/۱۰۷)، تاریخ البخاری الصغیر(۱/۲۱۲،۲۱۱

۲۹۔ **سنن نسائی**، کتاب القسامۃ، باب ماجاء فی کتاب القصاص من المجتبی مما لیس فی السنن(۲/۲۵۲)۔

۳۰۔ م۔ن، کتاب المحاربۃ، باب تعظیم الدم(۲/۱۶۳)۔

۳۱۔ سعید بن جبیر بن ہشام الاسدی الوالبی رضی اللہ عنہ (م۹۵ھ) مولاھم ابو محمد، ویقال: اَبو عبد اللہ الکوفی، ثقہ، ثابت اور فقیہہ ہیں۔ تیسرے طبقہ میں شمار ہوتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مرسل روایات روایت کرتے ہیں۔ ابن الاشعث کی بغاوت میں حجاج بن یوسف کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ میمون بن مہران لکھتے ہیں: "سعید بن جبیرؓ نے اس حالت میں وفات پائی کہ ہر شخص ان کے علم کا محتاج تھا۔" (تقریب التہذیب ۲۲۸۵ (۱/۳۴۹)، تاریخ طبری(۸/۹۳)، سنن دارمی(۱/۱۲۸)، تذکرۃ الحفاظ(۱/۵۴)، تہذیب التہذیب ۲۶۸۶ (۲/۶۲۵،۶۲۴) تہذیب الکمال(۱۰/۳۹۸)، خلاصہ تہذیب الکمال(۱/۳۷۴)، الکاشف(۱/۳۵۶)

۳۲۔ **سنن نسائی**، کتاب القسامۃ، باب ماجاء فی کتاب القصاص من المجتبی مما لیس فی السنن(۲/۲۵۲)۔

۳۳۔ م۔ن، کتاب الطہارۃ، باب ذکر اغتسال المستحاضۃ(۱/۴۵)۔

۳۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (م۵۷ھ) بنت ابو بکر صدیق اَلتَّیْمِیَّۃ رضی اللہ عنہ ذہانت وفطانت، فراست وبصیرت، رغبت علم، احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم، علوم القرآن اور وراثت کے مسائل میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ سرخ رخسار کی وجہ سے حمیرا کالقب ملا۔ ۲۲۱۰ روایات مروی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فضل عائشة على النساء كفضل الثريد على سائر الطعام" (تہذیب التہذیب ۱۲۰۹۸(۷/۲۸۲)، تقریب التہذیب ۸۶۸۹(۲/۶۵)، تہذیب الکمال(۳۵/۲۲۷)، الثقات

(۳/۳۲۳)،اسد الغابۃ(۷/۱۸۸)،اعلام النساء(۳/۹)،الاستیعاب(۴/۱۸۸۱)،الاصابۃ(۸/۱۶)،(۴/۳۴۸)، تجرید اسماء الصحابۃ(۲/۲۸۶)،الکاشف(۳/۴۷۶)،طبقات ابن سعد(۸/۳۹)۔

۳۵۔ **سنن نسائی**، کتاب بدوالحیض والاستحاضۃ من المجتبی، باب جمع المستحاضۃ بین الصلوتین وغسلھا اذاجمعت(۱/۶۵)۔

۳۶۔ لغت میں کسی چیز کے "ابھرے ہوئے حصے" کو متن کہتے ہیں۔ اصطلاح میں اس کلام کو متن کہتے ہیں کہ جس تک سند کے ذریعے رسائی حاصل ہو۔(ابن منظور،لسان العرب(۱۳/۱۸)،ابن حجر عسقلانی،شرح نخبۃ الفکر(۱۰۶)۔

۳۷۔ امام بخاریؒ (۱۹۴۔۲۵۶ھ)امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ بن بزدزبہ الجعفی،ابوعبداللہ البخاری، امام الدنیا فی فقہ الحدیث، من الحادیۃ عشر، قیل ابن الاحنف الجعفی،امام المحدثین ، شیخ الحفاظت احادیث نبویہ ﷺ، کے متون واسانید کے ضبط وحفظ اوراحادیث صحیحہ وسقیمہ کے فرق وامتیاز کے سلسلہ میں بے نظیر شخصیت تھے۔امام احمدؒ فرماتے ہیں"سرزمین خراسان نے امام بخاریؒ جیسا شخص پیدانہیں کیا"شہرہ آفاق کتاب"الصحیح للبخاری"کے علاوہ بیس سے زائد کتب کے مؤلف ہیں۔ان سے امام نسائیؒ نے کثرت سے روایات لی ہیں۔(البدایہ والنھایۃ(۱۱/۲۴)،مفتاح السنۃ (۳۸)، مقدمہ فتح الباری(۲/۱۹۳)،تقریب التہذیب۵۷۴۵(۲/۵۵)،تہذیب التہذیب۶۷۵۵ (۵/۴۷۵۔۴۸۱)،تہذیب الکمال(۲۴/۴۳۰)،الکاشف(۳/۱۹)،الجرح والتعدیل(۷/۱۹۱)،الثقات(۹/۱۱۳)،تاریخ بغداد(۲/۴)۔

۳۸۔ لغت میں مدرج"ادرجت الشیء فی شيء"سے اسم مفعول ہے جس کے معنی ہیں"داخل کیاہوا،شامل کیاہوا۔"اصطلاح میں وہ روایت جس کی سندیامتن میں ایسے اضافہ کا پتہ چلے جو دراصل اس میں نہ ہو(الامام الحافظ المؤرخ ابی الفداءاسماعیل بن کثیر(۷۰۱۔۷۷۴ھ)،الباعث الحثیث شرح اختصار علوم الحدیث،(۱/۲۲۴)، مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع،الریاض،الطبعۃالاولیٰ،۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۶م۔

مدرج ادراج سے اسم مفعول ہے جس کے معنی ملاناہے ابن منظور کہتے ہیں:

"الادراج : لف الشیء فی الشیء وادرجت المرأۃ صبیھا فی معاونھا"(لسان العرب،(۲/۲۶۹)

"ادراج کے معنی ایک شے کو دوسری سے ملانااور عورت نے اپنے بچے کو حفاظتی کپڑے میں لپیٹ لیا۔"

ابن منظور ہی نے لکھاہے:

"درج الشیء فی الشیء وادرجه طواه وادخله"(لسان العرب(۲/۲۶۸)

اصطلاحی مفہوم:اگرراوی حدیث کے ضمن میں متصلاایسے الفاظ شامل کرے جواصل روایت کاحصہ نہ ہوں تووہ مدرج کہلائے گی۔شیخ السماحی نے اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے لکھا":مایدخله الراوی الاصل المروی متصلا به، سواء کان الاتصال باخر المروی اوباوله او فی اثناه،دون فصل بذکر قائله بحیث یلتبس علی من لم یعرف الحال، فیتوهم ان الجمیع من ذلک الاصل المروی"(المنہج الحدیث(قسم مصطلح الحدیث)(۲۱۴)

مدرج سے مراد حدیث کا وہ حصہ ہے جو راوی اصل روایت کے ساتھ متصلا شامل کرتا ہے۔ یہ اتصال روایت کے آخر میں، ابتداء میں یا درمیان میں اس طرح واقع ہو کہ دونوں میں کوئی فاصلہ نہ ہو اور کہنے والے کا ذکر بھی نہ ہو تا کہ جو واقف حال نہیں اس پر معاملہ ملتبس ہو جائے اور وہ سمجھے کہ یہ سب کچھ اصل روایت کا حصہ ہے۔ مدرج کی دو قسمیں ہیں:

الف۔ مدرج الاسناد: اگر سند میں تغیر واقع ہو تو وہ روایت مدرج الاسناد کہلائے گی۔ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں "ان كانت واقعة بسبب تغير اسياق اى سياق الاسناد فالواقع فيه ذلک التفسيرهو مدرج الاسناد" (ابن حجر عسقلانی، نزہۃ النظر، ص۹۰) "اگر مخالف ثقات اسناد کے سیاق کو تبدیل کرنے سے واقع ہوئی ہو تو یہ تبدیلی مدرج الاسناد کہلائے گی۔"

ب۔ مدرج المتن: متن حدیث میں کچھ اور داخل کرنا مگر اس طرح کہ اصل متن اور اس مدرج میں کوئی امتیاز باقی نہ رہے۔ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں "وأما مدرج المتن: فهو ان يقع فى المتن كلام ليس منه فتارة يكون فى اوله وتارة فى اثناء هى فى آخره وهو الاكثر، لانه يقع بعطف جملة على جملة، او بد مج موقوف من كلام الصحابة اومن بعد هم بمرفوع من كلام النبى من غير فصل، فهذا هومدرج المتن" (نزہۃ النظر، ص۹۱؛ محمود الطحان، تیسیر مصطلح الحدیث، ص۱۰۲۔۱۰۵، قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی؛ محمود الطحان، تیسیر مصطلح الحدیث، ص۱۳۰۔۱۳۴، مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع، الریاض، ۱۴۳۱ھ؛ الامام ابی عمرو عثمان بن عبد الرحمن الشہرزوری (م۶۴۳ھ)، مقدمہ ابن الصلاح فی علوم الحدیث، ص۱۴۵۔۱۴۷، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، الطبعۃ الثالثۃ، ۲۰۱۰م؛ ابن حجر عسقلانی (م۸۵۲ھ)، نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر، ص۹۰۔۹۲، مکتبۃ المعارف، للنشر والتوزیع، الریاض، ۱۴۳۱ھ؛ الحافظ شمس الدین محمد بن عبد الرحمن السخاوی (م۹۰۶ھ)، فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث، ۱/۲۰۲۔۲۱۱، المکتبۃ الوقفیہ، القاہرہ،؛ السیوطی (۸۴۹۔۹۱۱ھ، تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، ۳/۴۰۴، مکتبہ دار المنہاج للنشر والتوزیع، السعودیۃ المدینۃ المنورۃ، الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۳۸ھ۔۲۰۱۶م؛ ابن کثیر (۷۰۱۔۷۷۴ھ)، الباعث الحثیث شرح اختصار علوم الحدیث، (۱/۲۲۴)، مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع، الریاض، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۶م)۔

"اگر مدرج المتن یہ ہے کہ متن حدیث میں ایسا کلام واقع ہو جو اصل میں اس کا حصہ نہ ہو۔ یہ ادراج کبھی حدیث کی ابتداء میں کبھی درمیان میں اور کبھی آخر میں واقع ہوتا ہے اور زیادہ تر آخر میں ہوتا ہے۔ اس لیے کہ وہ ایک جملہ پر جملہ کے عطف کے ذریعہ واقع ہوتا ہے۔ یا صحابہ وتابعین کے موقوف کلام کو نبی کریم ﷺ کے کلام کے ساتھ بلا فصل جوڑنے کا طریقہ اختیار کیا ہو تو یہ مدرج المتن ہوگا۔"

۳۹۔ سنن نسائی، کتاب الضحایا، باب ذکر المتردیۃ فی البدر التی لا یوصل الی حلقھا، (۲/۲۰۶)۔

۴۰۔ حماد بن سلمہ (م۱۶۷ھ) بن دینار البصری، ابوسلمۃ، مولیٰ تمیم، یقال: مولیٰ قریش، کے نام سے مشہور ہیں۔ ثقہ اور عابد ہیں۔ اثبت الناس فی ثابت، آخری عمر میں حافظہ میں کمزوری آگئی۔ آٹھویں طبقہ کے اکابرین میں شمار ہوتے ہیں۔ قال

النسائی:ثقۃ(تہذیب الکمال(۷/۲۵۳)، تہذیب التہذیب ۱۷۷۲(۲/۱۹۷-۲۰۰)، تقریب التہذیب ۱۵۰۴ (۱/۲۳۸)، خلاصۃ تہذیب الکمال(۱/۲۵۲)، تذکرۃ الحفاظ(۱/۱۵۱)،الکاشف (۱/۲۵۱)، الجرح والتعدیل(۳/۶۲۳)، میزان الاعتدال(۲/۱۹)، لسان المیزان(۷/۲۳۳)، تاریخ البخاری الکبیر(۳/۲۲)۔

۴۱۔ ابوالعشراء الدارمی نام ہے اور کہاگیاہے کہ ان کانام اسامۃ بن مالک قھطم ہے۔لیکن نام میں اختلاف ضرور پایاجاتاہے۔مجہول اورچوتھے طبقہ سے تعلق ہے۔وقیل:اسمه بلال بن یسار،وهو أعرابی،وقیل: عطارد،وقیل: یسار،وقیل: سنان بن برز،ابوبلز(تہذیب التہذیب ۱۰۰۶۱(۷/۴۳۴،۴۳۳)، تقریب التہذیب ۸۸۸۲(۲/۴۳۶)، لسان المیزان (۷/۴۸۴)، طبقات ابن سعد(۷/۸۵)، تہذیب الکمال(۳۴/۸۵)،الکنی والأسماء(۲/۳۱)

۴۲۔ غریب کالغوی معنی"منفرد، مسافر، اجنبی، تنہا اور اقارب سے دور ہونے" کے ہیں۔اصطلاح میں غریب اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند میں کسی جگہ بھی راوی اس روایت میں متفرد ہو(ابن حجر عسقلانی، **نزہۃ النظر**، ص۲۱)۔

۴۳۔ **سنن نسائی**، کتاب الزکوۃ، باب فرض زکوۃ رمضان علی المسلمین دون المعاہدین(۱/۳۴۶)۔

۴۴۔ امام مالک(۹۳-۱۷۹ھ)مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن الحارث ابوعبداللہ الاصبحی المدنی،امام دارالھجرہ، جلیل القدر امام، عظیم محدث، فقیہہ، ثقہ حافظ،نہایت متواضع اور منکسر المزاج،حد درجہ شرمیلے اور حیادار تھے۔ (تہذیب الاسماء(۲/۷۵)، مفتاح السنۃ،(۲۳)، تہذیب الکمال(۳/۱۲۹۶)، تقریب التہذیب (۲/۲۲۳)، خلاصۃ تہذیب الکمال(۳/۳)، الکاشف(۳/۱۱۲)، تاریخ البخاری الکبیر(۷/۳۱۰)، الجرح والتعدیل(۱/۱۱)، سیر اعلام النبلاء(۸/۴۸)، تراجم الاحبار(۳/۳۲۱)، طبقات ابن سعد(۹/۱۶۸)، نسیم الریاض(۲/۱۲)، ثقات(۷/۴۶۰)، البدایۃ والنہایۃ (۱۰/۱۷۴)، تاریخ اسماء الثقات(۱۳۲۶)۔

۴۵۔ مضطرب"اضطراب الموج"سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں:"موجوں کی کثرت اور تھپڑوں کا چلنا۔" اصطلاح میں مضطرب اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی متعدد روایات ہوں۔جن میں اختلاف ہو اور تعدد کے باوجود ان میں اس طرح کی مساوات پائی جاتی ہو کہ کسی طرح بھی ایک روایت کو دوسری کے مقابلہ میں ترجیح نہ دی جاسکتی ہو۔بعض اوقات ایک ہی راوی اس حدیث کو دو یا دوسے زیادہ مرتبہ روایت کرتاہو،یادوسے زیادہ راوی اس حدیث کو روایت کرتے ہوں۔(عجاج الخطیب، اصول الحدیث، ص۳۴۴)۔مضطرب حدیث کے ضعف کی وجہ اس کے رواۃ کاوہ اختلاف ہے جو ان کے لفظ وضبط میں پایاجاتاہے۔مضطرب حدیث کی دو قسمیں ہیں:

الف۔ مضطرب السند:وہ حدیث ہے جس کی سند میں اضطراب ہو۔

ب۔ مضطرب المتن:وہ حدیث جس کے متن میں اضطراب ہو۔(محمود الطحان، تیسیر مصطلح الحدیث(۱۱۱-۱۱۳)، قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی؛ محمود الطحان، تیسیر مصطلح الحدیث، ص۱۴۱-۱۴۳؛الامام ابی عمرو عثمان بن عبدالرحمن الشہرزوری

(م۶۴۳ھ)، مقدمہ ابن الصلاح فی علوم الحدیث، ص۱۳۷-۱۴۴؛ ابن حجر عسقلانی (م۸۵۲ھ)، نزہۃ النظر، فی توضیح نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر، ص۹۳؛ السخاوی، م۹۰۶ھ) فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث، (۱ /۱۹۷-۲۰۲)؛ السیوطی (۸۴۹-۹۱۱ھ)، تدریب الراوی، ۳/ ۳۸۴؛ ابن الاثیر الجزری (م۶۰۶ھ)، النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر، ۴/ ۲۸۸)؛ ابن کثیر (۷۰۱-۷۷۴ھ)، الباعث الحثیث، ۲۲۱/۱۔

۴۶۔ **سنن نسائی**، کتاب الصیام، باب الفضل والجود فی شہر رمضان (۱/ ۲۹۸)۔

۴۷۔ یونس بن یزید بن ابی النجاد (م ۱۵۲ھ) آل ابی سفیان کے غلام ہیں۔ یقال: مشکان بن ابی النجاد الایلی، ابویزید مولیٰ معاویہ بن ابی سفیان، اور ثقہ ہیں مگر جو روایات زہری سے لیتے ہیں ان میں قلیل وہم ہے۔ جو زہری کے علاوہ ہیں ان میں خطاء ہے۔ ساتویں طبقہ میں شمار ہوتے ہیں۔ (تقریب التہذیب۷۹۴۸ (۲/ ۳۵۰)، تہذیب التہذیب۹۲۶۰ (۷/ ۲۷۴)، البدایۃ والنہایۃ (۱۰/ ۱۰۹)، تہذیب الکمال (۳۲/ ۵۵۱)، الکاشف (۳/ ۳۰۵)، تاریخ البخاری الکبیر (۸/ ۴۰۶)، تاریخ البخاری الصغیر (۲/ ۱۳۳)، الجرح والتعدیل (۹/ ۱۰۴۲)، میزان الاعتدال (۴/ ۴۸۴)، لسان المیزان (۷/ ۴۴۹)۔

۴۸۔ **سنن نسائی**، کتاب الطہارۃ، باب وجوب الغسل اذا التقی الختانان (۱/ ۴۱)۔

۴۹۔ اشعث بن عبد الملک الحمرانی (م ۱۴۲ھ) بصرہ سے تعلق تھا ابوہانی البصری، مولیٰ حمران، ثقہ، صدوق اور غلطیاں کرتے ہیں۔ چھٹے طبقہ میں شمار ہوتے ہیں۔ امام بخاری کہتے ہیں: یحییٰ بن سعید اور بشر بن المفضل کے نزدیک الاشعث الحمرانی ثابت ہیں۔ قال النسائی: ثقۃ (تقریب التہذیب۵۳۲ (۲/ ۱۰۶)، تہذیب الکمال (۳/ ۲۷۷)، تہذیب التہذیب۶۵۳ (۱/ ۳۳۵)، خلاصۃ تہذیب الکمال (۱/ ۱۰۰)، الکاشف (۱/ ۱۳۵)، تاریخ البخاری الکبیر (۱/ ۴۳۱)، الجرح والتعدیل (۲/ ۲۷۵)، میزان الاعتدال (۱/ ۲۶۶)، لسان المیزان (۷/ ۱۷۹)۔

۵۰۔ ایسی حدیث جس کے متن میں غرابت پائی جاتی ہو۔ (محمود الطحان، تیسیر مصطلح الحدیث، ص۱۷۳)۔ یہ علم ان احادیث سے بحث کرتا ہے جن کا مطلب بہت سے لوگوں پر عربی زبان کے بگڑ جانے کی وجہ سے واضح نہیں ہوتا۔ (محمد بن جعفر الکتانی (م۱۳۴۵ھ)، الرسالۃ المستطرفۃ لبیان مشہور کتب السنۃ المشرفۃ، ص۱۱۵، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الاولی، ۱۳۳۲ھ؛ محمد بن اسماعیل امیر الصنعانی (م۱۱۸۲ھ)، توضیح الافکار (۲/ ۴۱۲)۔

۵۱۔ **سنن نسائی**، کتاب الطہارۃ، باب الامر باراقۃ ما فی الاناء اذا ولغ فیہ الکلب (۱/ ۲۲)۔

۵۲۔ علی بن مسہر (م۱۸۹ھ) کی کنیت قرشی ہے۔ کوفہ کے رہائشی اور موصل کے قاضی ہیں۔ نابینا ہونے کے بعد غریب باتیں منقول ہیں۔ آٹھویں طبقہ میں شمار ہوتا ہے۔ (تقریب التہذیب (۱/ ۷۰۳)، تذکرۃ الحفاظ (۱/ ۲۱۲)

۵۳۔ **سنن نسائی**، کتاب قیام اللیل و تطوع النہار، باب نوع، آخر من القراٰۃ فی الوتر (۱/ ۲۵۲)۔

۵۴۔ یحییٰ بن سعید بن قیس انصاری (م۱۴۳ھ) نے کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے سماعت حدیث کی۔ بنو امیہ کے دور میں مدینہ طیبہ کے قاضی رہے۔ منصور نے اعراق میں بھیجا اور ہاشمیہ میں بھی قاضی رہے۔ (الاکمال، ص۶۲۳، تذکرۃ الحفاظ(۱/۱۰۴)، تقریب التہذیب(۲/۷۳۴۷)، تراجم الاخبار(۴/۲۲۸)، تاریخ بغداد(۱۴/۱۰۱)، تہذیب التہذیب(۱۱/۲۲۱)، الانساب(۱۰/۲۶۶)، سیر الاعلام النبلاء(۵/۴۶۸)۔

۵۵۔ **سنن نسائی**، کتاب الطہارۃ باب ترک التوقیت فی الماء(۱/۲۰)۔

۵۶۔ م۔ن، کتاب الطہارۃ، باب الرخصۃ فی الاستطابۃ بحجرین(۱/۱۷)۔

۵۷۔ م۔ن، کتاب الطلاق، باب کیف اللعان(۲/۱۰۸)۔

۵۸۔ ہلال بن امیہ الواقفی الانصاری رضی اللہ عنہ ان تین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ہیں جنہوں نے غزوہ تبوک پر نہ جانے پر سستی کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کا فیصلہ ملتوی کر دیا۔ بعد میں توبہ قبول کی۔ شہید اور بدری صحابی ہیں۔ قذف کا معاملہ انہیں کے ساتھ پیش آیا۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، ص۶۳۷، قدیمی کتب خانہ آرام باغ، کراچی)۔

۵۹۔ شریک بن سحماء رضی اللہ عنہ جن کے ساتھ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کے ساتھ قذف کا معاملہ پیش آیا۔ اسلام میں لعان کی سب سے پہلی مثال ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہوئی کیونہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو شریک بن سحماء رضی اللہ عنہ کے ساتھ زنا کرنے کی تہمت لگائی۔ اپنے باپ ابو عبدۃ بن مغیث رضی اللہ عنہ کے ساتھ غزوہ احد میں شہید ہوئے۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، ص۶۱۱، قدیمی کتب خانہ آرام باغ، کراچی)۔

۶۰۔ **سنن نسائی**، کتاب الخیل، باب الشکال فی الخیل(۲/۱۲۲)۔

۶۱۔ م۔ن، کتاب النکاح، باب الحث علی النکاح(۲/۶۷)۔

۶۲۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (م۳۲ھ) کنیت عبد الرحمن، نسب ہذیل بن مدرکہ بن الیاس سے ملتا ہے قدیم الاسلام کے نام سے معروف ہیں۔ ۸۴۸ احادیث مروی ہیں۔ ۶۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ (تہذیب التہذیب(۶/۲۷)، تقریب التہذیب(۱/۵۳۳)، تذکرۃ الحفاظ(۱/۱۶)، الکاشف(۲/۱۳۰)، حلیۃ الاولیاء(۱/۳۷۵)۔

۶۳۔ لغت میں مدرج "ادرجت الشیء فی شیء" سے اسم مفعول ہے جس کے معنی ہیں "داخل کیا ہوا، شامل کیا ہوا۔" اصطلاح میں وہ روایت جس کی سند یا متن میں ایسے اضافہ کا پتہ چلے جو دراصل اس میں نہ ہو۔ (ابن کثیر، الباعث الحثیث، ص۸۰)

مدرج کی دو قسمیں ہیں:

الف۔ مدرج الاسناد: وہ روایت جس میں سیاق سند بدل جانے کی وجہ سے ثقہ کی مخالفت ہو جائے (ابن حجر عسقلانی، نزھۃ النظر، ص۷۵)۔

ب۔ مدرج المتن: متن حدیث میں کچھ اورداخل کرنا مگر اس طرح کہ اصل متن اوراس مدرج میں کوئی امتیاز باقی نہ رہے۔ (ابن حجر عسقلانی، **نزھۃ النظر**، ص۷۶؛ محمود الطحان، تیسیر مصطلح الحدیث، ص۱۰۳)۔

۶۴۔ مضطرب "اضطرب الموج" سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں: "موجوں کی کثرت اور تھپیڑوں کا چلنا"۔ اصطلاح میں، مضطرب اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی متعدد روایات ہوں۔ جن میں اختلاف ہو اور تعدد کے باوجود ان میں اس طرح کی مساوات پائی جاتی ہو کہ کسی طرح بھی ایک روایت کو دوسری روایت کے مقابلہ میں ترجیح نہ دی جاسکتی ہو۔ بعض اوقات ایک ہی راوی اس حدیث کو دو یا دو سے زیادہ مرتبہ روایت کرتا ہو، یا دو سے زیادہ راوی اس حدیث کو روایت کرتے ہوں۔ (عجاج الخطیب، اصول الحدیث، ص۳۴۴) مضطرب حدیث کے ضعف کی وجہ اس کے رواۃ کا وہ اختلاف ہے جو ان کے لفظ وضبط میں پایا جاتا ہو۔ مضطرب حدیث کی دو قسمیں ہیں:

الف:۔ مضطرب السند: وہ حدیث ہے جس کی سند میں اضطراب ہو۔

ب:۔ مضطرب المتن: وہ حدیث ہے جس کے متن میں اضطراب ہو۔ (ڈاکٹر محمود الطحان، تیسیر مصطلح الحدیث، ص۱۲۲)۔

۶۵۔ لغت میں "شہرت" سے اسم مفعول ہے جس کے معنی "اعلان وظہار" کے ہیں۔ اصطلاح میں حدیث مشہور وہ ہے جس کے راوی ہر طبقہ میں تین یا اس سے زیادہ ہوں۔ لیکن متواتر کی تعداد سے کم ہوں۔ (ابن حجر عسقلانی، نزھۃ النظر، ص۱۷)۔

۶۶۔ غریب کا لغوی معنی "منفرد، مسافر، اجنبی، تنہا اور اقارب سے دور ہونے" کے ہیں۔ اصطلاح میں غریب اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند میں کسی جگہ بھی راوی اس روایت میں منفرد ہو۔ (ابن حجر عسقلانی، نزھۃ النظر، ص۲۱)۔

۶۷۔ جس چیز کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کی جائے حدیث کہلاتی ہے۔ شرعی اصطلاح میں وہ اقوال، اعمال اور تقریر مراد ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی جانب منسوب ہوں۔ (ابن تیمیہ، مجموعۃ فتاوٰی (۱۸/۷،۶) لغت میں ابو البقاء (م۱۰۹۴ھ) کا نام ایوب بن موسیٰ الحسینی الکوفی ہے۔ حنفی المسلک ہیں۔ وفات کے وقت بیت المقدس کے قاضی تھے۔ (الاعلام (۳۸/۲) کے نزدیک حدیث کا لفظ تحدیث سے اسم ہے (ہدایۃ العارفین (۲۲۹/۱)، ایضاح المکنون (۲۵۱/۱) تحدیث کے معنی ہیں، "خبر دینا" (ابو البقاء، کلیات ابی البقاء، ص۱۵۲)۔

۶۸۔ لغت میں کسی چیز کے "ابھرے ہوئے حصے" کو متن کہتے ہیں۔ اصطلاح میں، اس کلام کو متن کہتے ہیں جس تک سند کے ذریعے رسائی حاصل ہو۔ (ابن منظور، لسان العرب (۱۸/۱۳)؛ ابن حجر عسقلانی (م۸۵۲ھ)، شرح نخبۃ الفکر، ص۱۰۶)۔